تفسیر سورۂ انشراح

از

جناب مولوی اکرام علی صاحب محمدی

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝۔

اس سورۂ شریف میں اللہ جل شانہ اپنے حبیب اکرم صلعم سے خصوصیت کے ساتھ فرماتا ہے "کیا ہم نے تیرے سینہ کو نہیں کھول دیا؟ اور ہم نے تجھ سے وہ بوجھ اتار دیا جس کی وجہ سے تیری پیٹھ بوجھل ہو رہی تھی۔ اور ہم نے تیرے آوازہ کو بلند کر دیا پس مشکلات کے ساتھ بیشک آسانی ہے۔ یقیناً مشکلات کے ساتھ آسانی ہے پس جب تو فارغ ہو تو محنت کر۔ اور اپنے پروردگار ہی کی طرف توجہ رکھ"

اَلَمْ نَشْرَحْ میں الف استفہامیہ ہے۔ استفہام کی دو قسمیں ہیں۔ اقراری و انکاری۔ مثلاً اَزَیْدٌ قَائِمٌ۔ کیا زید کھڑا ہے۔ جواب ہوگا نعم۔ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ۔ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو کافی نہیں ہے؟ یعنی ہے۔ چنانچہ اردو میں بھی کہتے ہیں۔ کیا تم نے اس کام کو نہیں کیا یعنی کیا۔ کیا میں نے یہ کام کیا؟ یعنی نہیں کیا۔

لَمْ حرفِ جازم نافیہ ہے۔ شرح صدر سے مراد یہاں (اَیْ وَسَّعْنَا) ہے یعنی فراخ کر دیا ہم نے تمہارے سینے کو کشادگی بخشی ہم نے اور حوصلہ افزائی کی ہم نے وغیرہ وغیرہ۔ باقی آیات کا عطف پہلی آیت پر ہے یعنی کیا ہم نے ایسا ایسا نہیں کیا؟

بعض متصوفین شرح صدر سے علم غیب رسالت تاب صلی اللہ علیہ وسلم بھی ثابت کرتے ہیں حالانکہ سورۂ انعام وغیرہ میں صاف طور سے اس کی تردید موجود ہے کہ اللہ برترحا کی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محکی عنہ۔

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَیَّ۔ (انعام)۔ اے پیغمبر ان لوگوں سے کہدے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں۔ اور نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو اس حکم کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف بذریعہ وحی بھیجا جاتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ شرح صدر وسیع المعنی لفظ ہے۔ چنانچہ علامہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شرح صدر کے معنی روشن و منور کر دیا۔ رحمت و عزم والا بنا دیا۔ لقولہ تعالی۔ (فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ (غ) یعنے جسے خدا ہدایت دینا چاہتا ہے۔ تو اس کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔ جس طرح آپکا سینۂ مبارک کشادہ کر دیا گیا۔ اسی طرح آپ کی شریعت مطہرہ بھی نرمی و کشادگی والی۔ نہایت آسان بنادی۔ کہ جس میں نہ حرج و تنگی ہے۔ اور نہ تکلیف و ترشی نہ سختی وغیرہ۔

تفسیر القرآن بالقرآن میں ہے کہ شرح صدر سے یہ مراد ہے کہ آپ کے سینۂ بے کینہ کو امور رسالت و نبوت کا متحمل بنادیا جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی دعا میں ہے۔ (رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَ يَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ يَفْقَهُوْا قَوْلِیْ) یعنے اے رب میرا سینہ کشادہ کر۔ اور میرا کام مجھپر آسان کر۔ اور میری زبان سے گرہ کھول دے کہ لوگ میری بات سمجھیں

حضرت مالک بن صعصعہؓ سے مروی ہے، کہ اس سے معراج شریف کی شب کو حضور انور صلعم کا سینہ شق کیا جانا مراد ہے۔ جسے راز خداوندی کا گنجینہ بنا دیا گیا۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ۔ امر نبوت میں سب سے پہلے آپ نے کیا دیکھا
پس آنحضور صلعم سنبھل بیٹھے اور فرمانے لگے ابو ہریرہ ۔ میں دس سال کچھ ماہ کی عمر میں جنگل میں کھڑا تھا ۔
کہ آسمان کی طرف سے یہ آواز کان میں آئی ایک شخص دوسرے سے کہہ رہا ہے کیا یہ وہی ہیں ۔ پھر دو شخص
میرے سامنے آئے جن کے چہرے ایسے منور تھے کہ اس سے قبل میں نے کبھی نہیں دیکھے ۔ اور ایسی خوشبوئیں
مہکنے لگیں ۔ جو میں نے کبھی نہیں سونگھی تھیں ۔ اور وہ ایسے کپڑے پہنے ہوئے تھے جو میں نے کبھی نہیں دیکھے تھے
انہوں نے میرے دونوں بازو تھام لئے مگر مجھ کو یہ محسوس نہیں ہوتا تھا کہ کوئی میرے بازو تھامے ہوئے
ہے ۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا کہ انھیں لٹا دو ۔ لہذا مجھے لٹا دیا ۔ پھر میرا سینہ شق کرنے کو کہا ۔
چنانچہ میرا سینہ چیر دیا لیکن اس وقت بھی مجھے نہ کچھ دکھ ۔ درد محسوس ہوا اور نہ خون وغیرہ نظر آیا
پھر ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس میں سے غل وغش ۔ حسد و بغض سب نکال دو پس ایک خون بستہ
سی چیز میرے سینہ میں سے نکالی اور پھینک دی ۔ پھر کہا کہ اس میں رحمت و رافت بھر دو اور رحم و
سوم سے پُر کر دو ۔ پس ایک چاندی کی طرح چمکتی ہوئی چیز جتنی نکالی تھی پھر اتنی ہی میرے سینہ میں ڈال دی
اور میرے دائیں پاؤں کا انگوٹھا ہلا کر کہا کہ جائیے اور سلامتی سے زندگی گذاریئے اب جو میں چلا تو میں نے
دیکھا کہ ہر کم عمر کو دیکھ کر میرے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے ۔ اور بڑی عمر والے کو دیکھ کر رحمت

پھر فرمان باری عزاسمہٗ ہے ۔ (وَ وَضَعْنَا الخ) وضع کے معنی لغت میں ۔ الوضع
نہادن ۔ رکھنا ۔ ترتیب دینا ۔ جننا ۔ اور بمعنی مطلق کرنا کے بھی آتے ہیں ۔ وُضِعَ مجہول بمعنی جُعِلَ ۔
بُنِیَ ۔ بھی آتا ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ تبلیغ کا ثقل ہم نے تم سے دفع کر دیا ۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
ہیں کہ یہ اس معنی کو بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سب اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دئے اور
وہی اللہ بر تر آپکی اور مومنین کی مدد کرتا ہے ۔ لقولہ تعالیٰ (هُوَ الَّذِیْ اَیَّدَکَ بِنَصْرِهٖ
وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ ط ۔ (۱۰ ۔ ۴) اور سورہ روم میں وارد ہے ۔ (وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ

اور ایمان داروں کی مدد ہم پر حق ہے۔ انتہی۔

اَلْوِزْرُ کے معنی لغت میں بوجھ اور بدلے کے ہیں چنانچہ صاحب مصباح المنیر نے آیہ کریمہ (لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی) کو تمثیلاً پیش کیا ہے (صفحہ ۱۴۹ جلد دوم)۔

وَرَفَعْنَا الخ۔ کا مطلب حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ جہاں میرا ذکر ہوگا (وہاں پیارے رسول، تیرا ذکر بھی کیا جائے گا۔ جیسے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اس کا مطلب یوں فرماتے ہیں کہ دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر جمیل بلند فرما دیا۔ کوئی نمازی اور کلمہ گو ایسا نہیں ہے جو اللہ برتر کی وحدانیت۔ اور نبی اللہ کی رسالت کا کلمہ نہ پڑھتا ہو۔

علامہ حافظ ابن جریر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور فرمایا کہ میرا اور آپ کا رب فرماتا ہے کہ میں آپ کا ذکر کس طرح بلند کروں۔ حضور انور روحی فداہ نے فرمایا اس کا پورا علم تو خدا ہی کو ہے۔ تو حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ رب العزت فرماتا کہ جب میں ذکر کیا جاؤں تو آپ کا بھی ذکر کیا جائے گا۔

ابن ابی حاتم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے رب سے ایک دفعہ سوال کیا۔ (لیکن اگر نہ کرتا تو اچھا تھا) کہ خدایا مجھ سے پہلے نبیوں میں سے تو نے کسی کے لئے ہوا کو مسخر فرمایا۔ کسی کے ہاتھوں مردے زندہ کرا دئے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تم کو یتیم پا کر جگہ نہیں دی۔ اور گم کردہ پا کر ہدایت نہیں کی۔ کیا فقیر پا کر غنی نہیں بنا دیا (حدیث قدسی)۔ میں نے عرض کیا بیشک بیشک اور کیا میں نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا۔ اور میں نے تیرا ذکر بلند نہیں کیا۔ میں نے عرض کیا لَا رَیْبَ لَا رَیْبَ۔ یہ ہر سوال کے بعد بطور تسلیم مذکور ہے۔

تفسیر القرآن میں ہے کہ تیری اس آواز کو جو تو نے مکہ اور مدینہ میں بلند کی تھی۔ ہم نے اس کو

نہایت حسن وخوبی کے ساتھ چار دانگ عالم میں پھیلا دیا۔

بِقَوۡلِهٖ تعالیٰ۔ هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ وَلَوۡ کَرِهَ الۡمُشۡرِکُوۡنَ۔ سورۂ توبہ

یعنے اسی اللہ نے اپنے رسول کو سچے دین اور ہدایت کے ساتھ بھیجا۔ تاکہ ہر مذہب وملت کے مقابلہ میں اس کو متمکن کرے اور اس کی برتری جتا دے اگرچہ مشرک برا مانیں۔

ابونعیم رحمۃ اللہ دلائل النبوۃ میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب میں آسمان وزمین کے اس کام سے فارغ ہوا جو مجھکو میرے رب عز وجل نے عطا کیا تھا تو میں نے عرض کی خداوندا جتنے انبیا مجھ سے اول ہوئے تو نے سبکی تکریم فرمائی کہ ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا موسیٰ علیہ السلام کو کلیم حضرت داؤد علیہ السلام کے واسطے پہاڑ مسخر فرمادیے۔ اور حضرت سلیمان کے لئے شیاطین اور ہوا کو تابع فرمان کردیا حضرت عیسیٰ سے مردوں کو زندہ کرایا پس مجھے کیا عطا فرمایا۔ ارشاد باری ہوا کیا میں نے تجھے ان سب سے افضل چیز نہیں دی کہ میرے ذکر کے ساتھ ہی تیرا ذکر بھی ہوتا ہے اور تیری امت کے سینوں کو میں نے ایسا کردیا کہ وہ میرے کلام قرآن کو ظاہراً پڑھتے ہیں۔ یہ میں نے کسی اگلی امت کو نہیں عطا کیا۔ اور میں نے تجھکو اپنے عرش کے خزانوں میں سے یہ خزانہ دیا (لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم) ۔ حضرت ابن عباس اور مجاہد رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اذان ہے۔ کہ پانچ وقت اللہ کے نام کے ساتھ آپ کا نام بھی لیا جاتا ہے جس کے جواب میں ہم لاحول الخ اور ما شاء اللہ لاقوۃ الخ وغیرہ پڑھتے ہیں۔ چنانچہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے قصیدہ۔

اَغَرُّ عَلَیۡهِ لِلنُّبُوَّةِ خَاتَمٌ ۔۔۔ مِنَ اللّٰهِ مِنۡ نُوۡرٍ یَلُوۡحُ وَیَشۡهَدُ

وَضَمَّ الۡاِلٰهُ اسۡمَ النَّبِیِّ اِلٰی اسۡمِهٖ ۔۔۔ اِذَا قَالَ فِی الۡخَمۡسِ الۡمُؤَذِّنُ اَشۡهَدُ

وَشَقَّ لَهُ مِنَ اسْمِهِ لِيُجِلَّهُ
فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُودٌ وَهٰذَا مُحَمَّدٌ (لله دره)

[۱] بعض محققین کی رائے ہے کہ اگلے پچھلوں سب میں اللہ برتر نے آپ کا نام اعلیٰ بلند کیا۔ اور تمام انبیا علیہم السلام سے روز میثاق میں عہد لیا کہ وہ آپ پر ایمان لائیں۔ اور اپنی اپنی قوموں پر بھی حکم کریں کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ پر ایمان لائیں۔ چنانچہ انجیل میں لفظ فارقلیط آیا ہے جس کا مترادف احمد ہے ایسے ہی تورات میں حضورؐ کے آنے کی بشارت اور پیروی کی تاکید ہے پھر آپ کی امت میں آپ کے ذکر خیر کو مشہور کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر بھی کیا کریں۔

حضرت صرصری رحمۃ اللہ نے کیا اچھی بات بیان کی ہے کہ فرضوں کی اذان صحیح نہیں ہوتی جبتک کہ آپ کا پیارا نام منہ سے ادا نہ ہو جو ہر طرح پسندیدہ ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہمارے فرض و اذان اُسوقت تک مقبول نہیں ہوتے۔ جبتک کہ آپ کا نام فند مکرر کی طرح دو دو بار نہ لیا جائے۔

شکر حق راکہ پیشوا داریم
پیشوائے چو مصطفےٰ داریم

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا کے متعلق۔ حافظ ابن جریرؒ حضرت حسنؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شادان و فرحان تشریف لائے اور تبسم کرتے ہوئے فرمایا ہرگز ایک دشواری دو نرمیوں پر غالب نہیں آسکتی اور پھر آیہ مذکور الصدر تلاوت کی (حدیث مرسل)

---

[۱] یعنی اللہ برتر نے مہر نبوت کو اپنے پاس کا ایک نور بنا کر آپ پر چمکا دیا جو آپ کی رسالت کی گواہ ہے اور اپنے نام کے ساتھ اپنے نبی کا نام بھی ملا لیا۔ جو کہ پانچوں وقت کی نماز میں موذن اشہد ان محمداً رسول اللہ کہتا ہے اور آپ کی عزت کے اظہار کے لئے اپنے نام ہی سے آپکا نام نکالا پس دیکھو کہ وہ عرش والا تو محمود ہے یعنی اللہ۔ اور آپ محمد ہیں صلعم

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اپنے اصحاب کو خوشخبری سنائی کہ دو آسانیوں پر ایک سختی غالب نہیں آسکتی۔ ازروئے علم معانی وغیرہ نکتہ اسمیں یہ ہے کہ لفظ عُسر دونوں جگہ معرفہ مذکور ہے۔ لہذا وہ مفرد ہوا۔ اور لفظ یُسر نکرہ ہونے سے متعدد تصور کیا گیا۔ مطلب یہ کہ دو آسانیوں کے مقابلہ میں سختی اپنی کیا ہستی رکھتی ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ معونۃ۔ یعنی امداد خداوندی بقدر مؤنت آسمان سے نازل ہوتی ہے (مؤنت کے معنی لغت میں بار بوجھ۔ گرانی محنت۔ رنج۔ توشۂ سفر۔ زادِ راہ۔ معاش مایحتاج مثلاً روٹی کپڑا۔ ضروریات روزمرہ کے ہیں) اور صبر مصیبت کی مقدار پر نازل ہوتا ہے۔ چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

صَبْرًا جَمِیْلًا مَا اَقْرَبَ الْفَرَجا　　مَنْ رَاقَبَ اللّٰہَ فِی الْاُمُوْرِ نَجا

مَنْ صَدَّقَ اللّٰہَ لَمْ یَنَلْہُ اَذًی　　وَمَنْ رَجَاہُ یَکُوْنُ حَیْثُ رَجَا [1]

معالم التنزیل وغیرہ میں ہے۔ کہ سختی کے بعد آسانی بشرط صبر ہے۔ حدیث میں بھی ہے کہ صبر کشادگی کی کنجی ہے۔ بقولہٖ علیہ السلام (اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ) فارسی کا مقولہ ہے ؎

صبر تلخ است ولیکن برِ شیریں دارد۔ حضرت ابوحاتم سجستانی رحمۃ اللہ نے بھی اسی مضمون کو اپنے اشعار میں ادا کیا ہے۔ اور دوسرے ایک شاعر نے بھی کیا اچھا کہا ہے۔

وَلَرُبَّ نَازِلٍ یَضِیْقُ بِہِ الْفَتٰی　　ذَرْعًا وَّعِنْدَ اللّٰہِ مِنْہَا الْمَخْرَجُ۔

کَمُلَتْ فَلَمَّا اسْتَحْکَمَتْ حَلَقَاتُہَا　　فُرِجَتْ وَکَانَ یَظُنُّہَا لَا تُفْرَجُ [2]

---

[1] یعنی اچھا صبر کشادگی سے بہت قریب ہے اپنے کاموں میں خدا کا ہی لحاظ رکھنے والا نجات یافتہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی باتوں کی تصدیق کرنے والے کو۔ کوئی اذیت نہیں پہنچتی۔ اس سے بھلائی کی امید رکھنے والا اسے امید کے ساتھ ہی پاتا ہے۔

[2] اور بہت سی ایسی مصیبتیں انسان پر نازل ہوتی ہیں جن کے سبب سے وہ تنگ دل ہو جاتا ہے حالانکہ اللہ کے نزدیک ان سے چھٹکارا بھی ہے پس جب یہ مصیبتیں کامل ہو جاتی ہیں اور اس زنجیر کے حلقے مضبوط ہو جاتے ہیں۔ تو انسان گمان کرنے لگتا ہے کہ بھلا اب کیا چھٹے گی۔ کہ اچانک اُس رحیم و کریم کی رحمت جوش میں آکر شفقت آمیز نظریں پڑتی ہیں اور وہ اُس مصیبت کو ایسا دور کر دیتا ہے گویا کہ آئی ہی نہ تھی۔

اس کے بعد ارشاد باری عزّ اسمہ ہوتا ہے کہ پیارے رسول جب تو اُمورِ دنیوی وغیرہ سے فارغ ہو جائے تو دلی توجہ، خلوص نیت اور پوری رغبت کے ساتھ ہماری عبادت و یاد میں مشغول ہو جا۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ (فَاِذَا فَرَغْتَ الخ) کی تفسیر فرماتے ہیں کہ جب امر دنیا سے فارغ ہو کر نماز کے لئے کھڑا ہو تو نہایت محنت کے ساتھ عبادت کر اور مشغولیت کے ساتھ اپنے رب کی طرف متوجہ ہو۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نماز فرض سے فارغ ہو تو تہجد کی نماز کے لئے کھڑا ہو۔ اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نماز سے فارغ ہو کر بیٹھے ہوئے اپنے رب کی طرف توجہ کر۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نماز کے بعد کی دعا ہے۔

زید بن اسلم۔ وضحاک رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ جہاد سے فارغ ہو کر خدا کی عبادت کر۔ اور یہی رائے صاحب تفسیر القرآن کی ہے۔ کہ جب تبلیغ اور جہاد سے فارغ ہو تو نہایت تضرع سے اپنے رب کی یاد کر جس کا نتیجہ یہ برآمد ہوگا۔ لقولہ تعالیٰ (وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا) یعنی تو لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق جوق آتا ہوا دیکھے گا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اس آیہ کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ تو اپنی نیت و رغبت ہمیشہ خدا ہی کی طرف رکھ۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی طاب ثراہ نے اپنی تصنیف لطیف المسمّی بہ فوز الکبیر فی اصول التفسیر میں۔ پوری سورہ شریف کا کیا خوب خلاصہ فرمایا ہے۔ اَلَمْ نَشْرَحْ الخ انقض اثقل۔ فَانْصَبْ فی الدعاء اھ۔ شان نزول اس سورہ شریف کی یہ ہے کہ بسا اوقات۔ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بتقضائے بشریت بعض امور کی بنا پر۔ ملول و کبیدہ خاطر۔ اور دلگیر ہو جاتے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے لہذا رب العالمین نے رحمۃ للعالمین کی اس طرح تسلی خاطر عاطر فرمائی کہ یہ سورت نازل فرمائی۔